بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاسبۂ نفس اور نیا سال

ابو معاویہ شارب بن شاکر السّلفی
بینی پٹی۔مدھوبنی۔بہار

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم،امابعد

محترم سامعین !

ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ 2025 کا سال شروع ہو چکا ہے اور 2025 کے سال کا آج پہلا جمعہ ہے تو اسی مناسبت سے آج کے خطبۂ جمعہ کے لئے جس موضوع کا ہم نے انتخاب کیا ہے وہ ہے محاسبۂ نفس اور نیا سال، محاسبہ کا معنی ومفہوم ہوتا ہے حساب وکتاب کرنا، جائزہ لینا تو محاسبۂ نفس کا معنی ہوا کہ اپنے آپ کا جائزہ لینا، خود اپنے آپ کا حساب وکتاب کرنا، امام ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ محاسبہ یہ ہے کہ آدمی اپنے لئے مفید اور مضر کی تمیز کرلے اور پھر مفید کو اپنائے اور مضر سے دور ہو جائے۔(اپنی تربیت آپ کریں:173) دیکھئے میرے دوستو! دنیا کا یہ اصول ہے کہ ہر تاجر اور ہر دوکاندار اور ہر کمپنی کا مالک سال کے اختتام پر وہ اپنی تجارت وبزنس کا ضرور بالضرور حساب وکتاب کرکے جائزہ لیتا ہے اور وہ اس بات کا بغور معائنہ کرتا ہے کہ سال بھر میں اس نے کتنا منافع کمایا اور کیا نقصان اٹھایا! ماضی میں تجارت وبزنس اور کمپنی میں کیا کیا غلطیاں ہوئیں اور کیا کیا مسائل پیدا ہوئے، ان ساری باتوں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر جائزہ لے کر آنے والے سال میں ہر تاجر اپنی تجارت واپنی کمپنی کو مزید ترقی دینے اور زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لئے کئی طرح کے تراکیب کو سوچتا ہے اور کئی طرح کے منصوبے طے کرتا ہے اور پچھلے سال ہونے والی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہوئے ایک نئے عزم وحوصلے کے ساتھ نئے سال کا آغاز کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بزنس وتجارت اور کمپنیاں پہلے سے کہیں

زیادہ منافع حاصل کرتی ہیں اور ہر طرح کے نقصان سے بچ جاتی ہیں،ذرا سوچئے کہ جب تجارت وبزنس اور کمپنیاں احتساب سے فائدے میں رہتی ہیں تو کیوں نہ ہم بھی اپنا احتساب کرکے اپنے آپ کو فائدہ پہنچائیں اور ہر طرح کے دنیوی واخروی ذلت ورسوائی سے اپنے آپ کو بچالیں۔آج ہر تاجر وبزنس مین اور ہر دوکاندار اپنا اپنا محاسبہ کرکے دن بدن ترقی کرتا جارہاہے اور ایک ہم ہیں جو اپنا محاسبہ کبھی نہیں کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہورہاہے کہ ہم دن بدن اللہ سے دور،نماز سے دور،مسجد سے دور،قرآن سے دور اوردین وآخرت سے دور ہوتے جارہے ہیں مگر ہمیں اس بات کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے۔

میرے دوستو!اسی محاسبۂ نفس کا حکم دیتے ہوئے رب العزت نے ہم سب کو اس بات کی تاکید کردی ہے کہ ” يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ “اے ایمان والو!اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا بھیجاہے اور اللہ سے ڈرتے رہو،اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔(الحشر:18) سنا آپ نے کہ رب العزت خود ہمیں یہ پیغام دے رہاہے کہ اے لوگو!ذرا اپنا محاسبہ کرتے رہنا اور ہمیشہ اپنی آخرت کی فکر کرتے رہنا،اپنے اچھائیوں اور برائیوں کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا کیونکہ یہ محاسبہ ایک ایسی چیز ہے جو تمہیں اللہ کے ڈروخوف کا احساس دلائے گی،یہ محاسبہ ایک ایسی چیز ہے جو تمہیں برائیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں کو انجام دینے پر آمادہ کرے گی اور یہی محاسبہ تمہیں آخرت میں کامیابی دلاسکتی ہے،اس لئے میرے دوستو!اگر ہم اور آپ آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو پھر ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہا کریں کیونکہ جو انسان بھی اپنا محاسبہ کرتا رہے گا وہ کبھی بھی آخرت سے غافل نہ ہوگا،اسی محاسبے کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے سیدنا عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ اے لوگو!” حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا فَإِنَّهُ أَهْوَنُ أَوْ قَالَ أَيْسَرُ لِحِسَابِكُمْ وَزِنُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوزَنُوا وَتَجَهَّزُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ “اپنا محاسبہ ہمیشہ کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب وکتاب لیا جائے،اور اپنے اعمال کا وزن کرلیا کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اعمال وزن کئے جائیں،اور آخری پیشی کے لئے تیار رہو کیونکہ ” يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ “اس دن تم سب (اپنے رب کے) سامنے پیش کئے جاؤگے، تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔(الحاقۃ:18)۔(مصنف ابن ابی شیبہ:34459،محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا:22/1)

یہ تو سیدنا عمر بن خطابؓ کا قول ہے اب ذرا ان کا ایک ایمان افروز عمل بھی سن لیجئے اور اپنا جائزہ لیجئے،سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن سیدنا عمر بن خطابؓ کے ساتھ تھا کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے،میرے اور ان کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی،میں باہر تھا اور وہ باغ کے اندر تھے اور میں نے اپنے کانوں سے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”

عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ وَاللَّهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللَّهَ ابْنَ الْخَطَّابِ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ" اے عمر! تو امیر المومنین ہو گیا ہے، خبر دار! ہوشیار! نہیں! نہیں! اے خطاب کے بیٹے! اللہ کا تقوی اختیار کر، ورنہ اللہ تجھے عذاب دے گا۔(محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا: 22/1) اللہ! اللہ! کیا لوگ تھے اور ان کا کیا مقام و مرتبہ تھا مگر پھر بھی اللہ کے ڈر و خوف اور آخرت کی فکر کا یہ عالم!! اور ایک ہم اور آپ ہیں گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں مگر ذرہ برابر بھی نہ تو اللہ کا ڈر و خوف ہے اور نہ ہی اپنی آخرت کی فکر ہے اور نہ ہی حساب وکتاب کا ڈر ہے، سوچئے ذرا غور کیجئے کہ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ ہم بے خوف وںڈر ہو جائیں! نہیں! نہیں! مومن تو ہر وقت، ہر آن اور ہر لحہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے، امام حسن بصریؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ " الْمُؤْمِنُ قَوَّامٌ عَلَى نَفْسِهِ يُحَاسِبُ نَفْسَهُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّمَا خَفَّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَوْمٍ حَاسَبُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّمَا شَقَّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَوْمٍ أَخَذُوا هَذَا الْأَمْرَ مِنْ غَيْرِ مُحَاسَبَةٍ" مومن اپنے نفس پر نگراں اور اس کا محافظ ہوتا ہے، مومن ہمیشہ اللہ کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، اور قیامت کے دن آسان حساب ان لوگوں کا لیا جائے گا جو دنیا میں اپنا محاسبہ کرتے رہا کرتے تھے، اور قیامت کے دن ان لوگوں کا سخت سے سخت حساب لیا جائے گا جو بغیر محاسبے کے زندگی گذارتے رہے۔(محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا: 22/1) اسی طرح سے امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ جس نے اپنا محاسبہ ہونے سے پہلے نفس کا محاسبہ کر لیا تو قیامت میں اس کا حساب ہلکا اور آسان ہوگا اور سوال کے وقت اس کا جواب موجود رہے گا، اور اس کا ماوی وملجا بہتر ہوگا اور جس نے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا اس کی حسرت برابر رہے گی اور میدان محشر میں اس کا قیام لمبا ہوگا اور اس کی برائی اسے ذلت ورسوائی اور ہلاکت کی سمت لے جائے گی۔(اپنی تربیت آپ کریں: 177)

میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو!

آج اس دنیا کی چمک دمک نے ہم سب کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے، دن و مہینے اور سال بسال گذرتے جا رہے ہیں اور روز بروز ہم اپنی موت وقبر کے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں مگر ہمیں اپنی آخرت کی فکر نہیں ہے، ہم ہمیشہ یہی کہتے اور سوچتے ہیں کہ کل سے نماز پڑھیں گے، جمعہ سے نماز پڑھیں گے، اب رمضان نزدیک ہے تو بہت سارے لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ بس اس رمضان سے پکا نمازی بن جاؤں گا، اسی طرح سے بہت سارے لوگ اپنے ریٹائرمینٹ کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور یہ سوچتے رہتے ہیں کہ جب ریٹائرڈ ہو جاؤں گا تو نمازی بن جاؤں گا، اسی طرح سے نوجوان طبقہ یہ سوچتا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں، ابھی میرے پاس تو بہت وقت ہے، ابھی میں کون سا مرا جا رہا ہوں کہ نماز پڑھوں، جب بوڑھا ہو جاؤں گا تو نمازی بن جاؤں گا، مگر ایسا ہوتا نہیں ہے سال بسال، مہینے در مہینے، جمعہ پر جمعہ گذرتے

چلے جاتے ہیں مگر انسان کبھی بھی اللہ کی عبادت وبندگی نہیں کرپاتا ہے ! جانتے ہیں کیوں ؟؟ اس لئے کہ یہ ایک امر مسلم ہے جو انسان آج اپنے نفس کو نہیں جھکا سکا وہ کل بھی اپنے نفس کو جھکا نہیں سکے گا، جو انسان آج ایک کام انجام نہیں دے سکا تو اس کے لئے وہی کام کل انجام دینا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے، امام غزالیؒ نے اسی کی کیا خوب مثال دی ہے وہ اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں اپنے نفس سے مکالمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے نفس! ''کتنا ایسا ہوتا ہے کہ تو کہتا ہے کہ کل سے یہ کام کریں گے، تجھے معلوم نہیں کہ جو کل آچکی ہے وہ گذشتہ دن کے حکم میں ہے، جو کام تو آج انجام نہیں دے سکا، کل اس کا انجام دینا تیرے لئے اور بھی مشکل ہے، اس لئے شہوت کی مثال ایک تناور درخت کی سی ہے جس کو آدمی اکھاڑنا اپنا فرض سمجھتا ہے، اگر کوئی اس کے اکھاڑنے سے عاجز ہو گیا اور اس نے اس کو کل پر چھوڑ دیا کہ کل اکھاڑ لوں گا تو اس کی مثال اس نوجوان کی سی ہے جس سے ایک درخت اکھاڑا نہیں گیا اور اس نے اس کام کو دوسرے سال کے لئے ملتوی کر دیا، وہ جانتا ہے کہ جتنا زمانہ گذرے گا درخت مستحکم اور اس کی جڑیں مضبوط اور وسیع ہو جائیں گی، اور اکھاڑنے والے کی کمزوری اور ضعف میں اضافہ ہی ہوگا، ظاہر ہے کہ جس کو شباب میں نہیں اکھاڑ سکا، اس کو بڑھاپے میں کیا اکھاڑے گا، بڑھاپے کی ورزش اور محنت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے، سرسبز شاخ لچک رکھتی ہے اور جھکائی جاسکتی ہے، جو سوکھ جائے گی اور ایک زمانہ گذر جائے گا تو اس کا موڑنا ناممکن ہو جائے گا۔'' (تلخیص، تاریخ دعوت وعزیمت از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ص: 178-182) یقیناً جو آج رب کے سامنے میں نہیں جھکا تو وہ کل کیا خاک جھکے گا، یہ نفس اسے ہر گز ہر گز رب کے روبرو جھکنے نہ دے گا، کتنے بڑے نادان ہیں وہ لوگ جو ایک زمانہ اور ایک لمبی مدت تک رب کی نافرمانی میں یہ سوچ کر زندگی گذارتے ہیں کہ جب وقت آئے گا تو ہم دیندار بن جائیں گے، مگر ہائے افسوس!! وہ وقت نہ تو اس کی زندگی میں آتا ہے اور نہ ہی وہ دیندار بن پاتا ہے کیونکہ جب وقت آتا ہے تو تب تک اس کا نفس ہلاکت وبربادی کے ایسے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے جہاں سے واپسی ناممکن ہوتی ہے، کیا ہم اور آپ یہ دیکھتے اور سنتے نہیں ہیں کہ لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ بس ہم کل سے نمازی بن جائیں گے، پرسوں سے نمازی بن جائیں گے، اگلے جمعہ سے نمازی بن جائیں گے، اس رمضان سے نمازی بن جائیں گے، فلاں دن اور فلاں تاریخ سے نمازی بن جائیں گے، یہ سب وقت تو آتے ہیں اور گذر بھی جاتے ہیں مگر وہ انسان کبھی نمازی نہیں بن پاتا ہے، آخر کیوں ؟؟ یہی تو اس کی وجہ ہے کہ نفس نے انہیں آج اور کل، کل اور آج کے جال میں ایسا جکڑ لیا ہے کہ اس سے نکل پانا ان کے لئے محال ہو گیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کا نفس بھی برائیوں کا شیدائی اور نیکیوں سے متنفر ہو چکا ہوتا ہے۔

میرے پیارے پیارے بھائیو اور بہنو! ذرا سوچو کہ 2024 کا سال آیا بھی اور گیا بھی مگر ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، کتنے بڑے نادان ہیں وہ لوگ جو ایک سال کے گذرنے اور ایک سال کے آنے پر جشن مناتے ہیں اور یہ کہتے نہیں تھکتے ہیں کہ نیا سال مبارک ہو،ارے مبارکبادی کس بات کی ؟سال نو کا جشن کس چیز پر؟خوشی کس بات کی ہے؟کیاانسان اس بات پر خوش ہورہا ہے کہ اس نے 2025 کو دیکھ لیا ہے یا پھر انسان اس بات پر خوش ہورہا ہے کہ اس کی عمر اب پہلے سے بڑی ہو گئی ہے،کتنا بڑا نادان اور احمق ہے انسان اسے اس بات کا قطعی احساس وخیال نہیں ہے کہ ایک سال کا گذرنا یہ اس کی عمر میں اضافہ نہیں بلکہ اس کی زندگی سے ایک اور سال کا ختم ہونا ہے،اب وہ پہلے کے بنسبت اپنی موت وقبر اور حشر ونشر کے اور قریب ہو چکا ہے! کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ایک پتا شجر عمر سے لو اور گرا

لوگ کہتے ہیں مبارک ہو نیا سال تمہیں

میرے دوستو! سال کا گذرنا یہ ہمارے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہے بلکہ خوشی کی بات تو تب ہوگی جب ہم اپنے آپ کو بدلیں گے،سال کے آنے وجانے سے ہماری حالتیں نہیں بدلیں گی، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

کسی کو سال نو کی کیا مبارک باد دی جائے

کلینڈر کے بدلنے سے مقدر کب بدلتا ہے

سال تو آتے رہیں گے اور جاتے رہیں گے اور جب تک یہ دنیا رہے گی تب تک کلینڈر بدلتے رہیں گے، مگر صرف سال کے بدلنے سے نہ تو ہماری حالتیں بدلیں گی اور نہ ہی کلینڈر کے بدلنے سے ہمارا کچھ فائدہ ہوگا،یہ بات اچھی طرح سے جان لیں اور یاد رکھ لیں کہ ہمارے لئے یہ سال سود مند تب ہوگا جب ہم اپنے آپ کو بدلیں گے، پچھلے سال ہم بے نمازی تھے اب اگر اس سال نمازی بن جائیں تو پھر یہ ہمارے لئے سود مند ہوگا، پچھلے سال ہم نے پورا سال اللہ کی نافرمانی میں گذاری ہیں اب اگر اس سال نیک بن جائیں تو یہ ہمارے لئے سود مند ہوگا، پچھلے کئی سالوں سے ہمارے کئی رشتے داروں کے ساتھ دشمنیاں چل رہی اب اگر امسال اس ناچاقی کو ختم کردیں تو پھر یہ ہمارے لئے سود مند ہوگا، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نئے سال میں پچھلی نفرت بھلادیں

چلو اپنی دنیا کو جنت بنادیں

الغرض سال بسال گذرتے جارہے ہیں مگر ہم اپنی پرانی روش پر قائم ہیں، ہر دن ہم کسی نہ کسی کی موت کی خبر سنتے ہیں، ہر دن ہم بڑے بڑے حادثات کو دیکھتے اور سنتے ہیں مگر ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی ہے، ہفتے میں ایک دن ہم ضرور کسی نہ کسی کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہم اپنی قبر وآخرت سے بے فکر ہو کر اس طرح سے زندگی گذار رہے ہیں گویا کہ ہمیں کبھی مرنا ہی نہیں ہے، آج اس نفس نے ہمیں دھوکے میں ڈال دیا ہے، آج اگر کوئی ڈاکٹر ہمیں یہ کہہ دے کہ دیکھو تم کو بہت تیز بخار ہے اس لئے آج سے تم دو تین دنوں تک ٹھنڈے پانی کو نہیں چھونا اور نہ ہی ٹھنڈا پانی استعمال کرنا اور اگر تم چھوؤگے تو اس کا نقصان تم خود اٹھاؤگے اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوگے، تو ہم اس ڈاکٹر کی بات کو بلاچوں وچرا کئے آنکھ بند کرکے فوراً مان لیتے ہیں اسی کے برعکس اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں بار بار عذاب قبر اور جہنم کی آگ وسزا سے ڈرایا ہے مگر افسوس صد افسوس اس پر ہمیں اتنا بھی یقین نہیں ہے جتنا ایک کافر ڈاکٹر کی باتوں پر یقین ہوتا ہے، انہیں باتوں کو امام غزالیؒ نے اپنے نفس سے مکالمہ کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے وہ رقمطراز ہیں کہ ”اے نفس ذرا انصاف کر! اگر ایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ ترین کھانا تیرے لئے مضر ہے تو تو صبر کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے، اس کے خاطر تو تکلیف اٹھاتا ہے، کیا انبیاء کا قول جن کو معجزات کی تائید حاصل ہوتی ہے اور فرمان الٰہی اور صحف سماوی کا مضمون تیرے لئے اس سے بھی کم اثر رکھتا ہے جتنا کہ اس یہودی کا ایک قیاس واندازہ، عقل کی کمی اور علم کی کمی اور کوتاہی کے ساتھ اثر رکھتا ہے، تعجب ہے! اگر ایک بچہ کہتا ہے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو ہے تو تو بغیر دلیل طلب کئے اور بغیر سوچے سمجھے اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے، کیا انبیاء علماء، اولیاء اور حکماء کی متفقہ بات تیرے نزدیک اس بچے کی بات سے بھی کم وقعت رکھتی ہے؟ کیا جہنم کی آگ اس کی بیڑیاں، اس کے گرز، اس کا عذاب، اس کا زقوم اور اس کے آنکڑے، اس کے سانپ، بچھو اور زہریلی چیزیں تیرے لئے ایک بچھو سے بھی کم تکلیف دہ ہیں جس کی تکلیف زیادہ سے زیادہ ایک دن یا اس سے کم رہتی ہے، یہ عقلمندوں کا شیوہ نہیں! اگر کہیں بہائم کو تیری حالت کا علم ہو جائے تو وہ تجھ پر ہنسیں اور تیری دانائی کا مذاق اڑائیں، پس اگر اے نفس! تجھ کو یہ سب چیزیں معلوم ہیں اور ان پر تیرا ایمان ہے تو کیا بات ہے کہ تو عمل میں تساہل اور ٹال مٹول سے کام لیتا ہے حالانکہ موت کمین گاہ میں منتظر ہے کہ وہ بغیر مہلت کے تجھے اچک لے جائے، امام غزالیؒ آگے اپنے نفس سے مکالمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے نفس! میں دیکھتا ہوں کہ تو دو وجہ سے اپنے نفس کو ڈھیل دیتا ہے، ایک کفر خفی اور ایک صریح حماقت، کفر خفی یہ ہے کہ یوم حساب پر تیرا ایمان کمزور ہے، اور ثواب وعقاب سے تو ناواقف ہے اور صریح حماقت اللہ تعالی کی تدبیر مخفی اور اس کے استدراج کا خیال کئے بغیر اس کے عفو وکرم پر اعتماد ہے، اس کے باوجود کہ تو روٹی کے ایک ٹکڑے، غلہ کے

ایک دانہ کے لئے خدا تعالی پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا بلکہ اس کے حصول کے لئے ہزار جتن کرتا ہے، اور اسی جہالت کی وجہ سے تو آپ ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق ہے کہ " الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنَّى عَلَى اللَّهِ" ہوشیار اور عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے عمل کرے، اور احمق و بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنی خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ پر آرزوئیں باندھتا رہے۔ (ابن ماجہ: 4260، ترمذی: 2459، امام ترمذی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے مگر علامہ البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے دیکھئے، الضعیفۃ: 5319) افسوس اے نفس! تجھ کو زندگی کے دام ہمرنگ زمین سے ہوشیار رہنا چاہئے تھا اور شیطان سے فریب نہیں کھانا چاہئے تھا، تجھے اپنے اوپر ترس کھانا چاہئے، تجھے اپنی ہی فکر کا حکم دیا گیا ہے، دیکھ تو اپنے اوقات ضائع نہ کر، تیرے پاس گنی چنی سانسیں ہیں، اگر تیری ایک سانس بھی رائیگاں گئی تو گویا تیرے سرمایہ کا ایک حصہ ضائع ہو گیا، پس اے نفس! غنیمت سمجھ صحت کو مرض سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، دولت کو غربت سے پہلے، شباب کو ضعیفی سے پہلے، زندگی کو ہلاکت سے پہلے اور آخرت کے لئے تیار کر اسی لحاظ سے جتنا تجھے وہاں رہنا ہے، اے نفس! کیا جب موسم سرما سر پر آجاتا ہے تو اس پوری مدت کے لئے تو تیاری نہیں کرتا، خوراک ولباس اور دیگر تمام ضروری سامان جاڑے کے موسم کے لئے تو مہیا کر لیتا ہے اور تو اس پر بھروسہ نہیں رکھتا ہے کہ بغیر انتظام وانصرام کے جاڑے کا موسم گذر جائے گا، اے نفس! تیرا کیا گمان ہے کہ جہنم کی زمہریر (سخت جاڑے کو کہتے ہیں) جاڑوں کی سخت سردی سے کم ہے، ہرگز نہیں، اور اس کا کوئی امکان نہیں، شدت وبرودت میں ان دونوں کے درمیان کوئی تناسب نہیں، کیا تو سمجھتا ہے کہ تو بغیر سعی کے اس سے نجات حاصل کرلے گا، جیسے کہ سردی بغیر اونی کپڑوں اور دیگر لوازمات کے بغیر نہیں جاتی اسی طرح سے دوزخ کی گرمی اور سردی توحید کے قلعہ اور طاعت کے خندق کے بغیر نہیں جا سکتی، اور اللہ تعالی کا یہ کرم ہے کہ اس نے تجھے حفاظت کی تدابیر سے آگاہ کر دیا ہے، اور اسباب آسان کردئے ہیں، پس اے نفس! یہ تمہارا فریضہ ہے کہ تو ان تمام اسباب وذرائع کو استعمال کرکے نجات حاصل کرلے، اے نفس! جہالت کی قبا چاک کر اور یہ بات اچھی طرح سے جان لے کہ " مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ" جو شخص نیک کام کرے گا تو اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (فصلت: 46)۔ (تلخیص، تاریخ دعوت وعزیمت از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ص: 178-182)

میرے دوستو! امام غزالیؒ کی یہ نصیحتیں یقیناً ہمارے لئے بہت مفید و نصیحت آموز اور کارآمد ہیں، ذرا ہم اور آپ بھی اپنے نفس سے اسی طرح سے سوال کیا کریں کہ اے نفس! تو نے مجھے آج نماز کیوں نہ پڑھنے دیا؟ اے نفس! تو نے مجھے اس کام کے کرنے پر کیوں آمادہ کیا؟ اے نفس! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو آج کل نیکیوں سے بہت بھاگ رہا ہے اور برائیوں کے قریب ہو رہا ہے؟ اے نفس! کیا تجھے مرنا نہیں ہے؟ اے نفس! کیا تجھے جنت و جہنم پر یقین نہیں ہے؟ اے نفس! کیا تجھے رب کے حضور ایک نہ ایک دن کھڑا ہونا نہیں ہے؟ ہمارے اسلاف کرام ایسے ہی تھے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے نفسوں کو اسی طرح سے مخاطب کرکے اپنے ضمیر کو زندہ رکھا کرتے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ برائیوں سے دور رہا کرتے اور نیکیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے تھے، ذرا ایک اللہ کے ولی ابراہیم تیمیؒ کا طرز عمل دیکھئے وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے بطور مثال یہ کہا کہ اے نفس! " مَثَّلْتُ نَفْسِي فِي الْجَنَّةِ آكُلُ ثِمَارَهَا وَأَشْرَبُ مِنْ أَنْهَارِهَا وَأُعَانِقُ أَبْكَارَهَا "فرض کرلو میں جنت میں ہوں، اس کے پھل کھا رہا ہوں، جنت کے نہروں کا پانی پی رہا ہوں اور حوروں سے معانقہ کر رہا ہوں، پھر ابراہیم تیمیؒ نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے نفس ذرا یہ بھی فرض کرلو کہ " ثُمَّ مَثَّلْتُ نَفْسِي فِي النَّارِ آكُلُ مِنْ زَقُّومِهَا وَأَشْرَبُ مِنْ صَدِيدِهَا وَأُعَالِجُ سَلَاسِلَهَا وَأَغْلَالَهَا "میں جہنم میں ہوں، زقوم یعنی کانٹے دار درخت کھا رہا ہوں، جہنمیوں کا خون وپیپ پی رہا ہوں اور طرح طرح کی قیدوبند کی صعوبتوں کو برداشت کر رہا ہوں، تو اے نفس تو ہی بتا " أَيُّ شَيْءٍ تُرِيدِينَ "تم ان دونوں میں سے کون سی چیز پسند کروگے؟ تو نفس نے کہا کہ " أُرِيدُ أَنْ أُرَدَّ إِلَى الدُّنْيَا فَأَعْمَلَ صَالِحًا "میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں جاؤں اور نیک اعمال بجالاؤں، تو ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ پھر دیر کس بات کی ہے " فَأَنْتِ فِي الْأُمْنِيَةِ فَاعْمَلِي "تم اپنی آرزو وخواہش کے مطابق آج دین میں ہو اور آج تمہارے پاس موقع بھی ہے اس لئے خوب عمل صالح کرو۔ (محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا: 22/1) اسی طرح سے اللہ کے ایک اور ولی حارث المحاسبیؒ اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے نفس! تیرا ستیاناس ہو! دنیا تو آخرت کا ذریعہ ہے، دنیا میں رنج و غم جھیلنے والے آخرت کے دائمی سرور کے وارث بنے، اے نفس! تیرا برا ہو، دنیا میں اپنے آقا کا فرمان نہ چھوڑ کہ تیری دنیا و آخرت کا خسارہ ہو جائے۔ (اپنی تربیت آپ کریں: 181) اسی طرح سے اللہ کے ایک اور ولی احنف بن قیسؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رات کو جب قیام اللیل کرتے تو اکثر دعاؤں میں مشغول رہا کرتے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے یہ کرتے کہ چراغ کے پاس آتے اور اس پر اپنی انگلی رکھ دیتے، جب آگ کی شدت کا احساس ہوتا تو اپنے نفس سے کہتے کہ " يَا حُنَيْفُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ

يَوْمَ كَذَا مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ يَوْمَ كَذَا" اے حنیف! فلاں دن تم کو کس چیز نے فلاں کام کرنے کے لئے ابھارا تھا؟۔(محاسبۃ النفس لابن ابی الدنیا:22/1)

میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو!

سنا آپ نے کہ ہمارے اسلاف کرام اپنے نفس کا کتنا محاسبہ کیا کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ تادم حیات نیکیوں کے راستے پر گامزن رہے،اور ایک ہم اور آپ ہیں ،ہر چیز کا ہم اور آپ محاسبہ کرتے ہیں،ہر ایک معاملے پر کڑی نظر رکھتے ہیں،ہر ایک بات کا خیال رکھتے ہیں مگر کبھی بھی اپنا محاسبہ نہیں کرتے ہیں! کبھی اپنی برائیوں اور اپنی نیکیوں کا جائزہ نہیں لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہورہاہے کہ سال پر سال گذرتے جارہے ہیں مگر ہمارے اندر کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے،سن لو میرے دوستو! اگر آپ کو اپنے اندر تبدیلی لانا ہے اور اپنی اخروی زندگی کو اچھا سے اچھا کرنا ہے تو پھر ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہا کرو،اور یہ سال کے گذرنے پر خوشی نہ مناؤ کیونکہ یہ سال کاآنا جانا تو ہمیشہ سے لگاہے اور تاقیامت لگارہے گا،یہ دن،یہ مہینے،یہ سال جب تک ہم زندہ رہیں گے تب تک یہ سب ہماری زندگی ہمیں ملیں گی،اب ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم اس کو کس طرح سے استعمال کرتے ہیں،اگر ہم آج اپنے لیل ونہار کو اللہ کی اطاعت وبندگی میں گذاریں گے تو کل ہمارے لئے خوشی ہی خوشی کا دن ہوگااور اگر ہم نے آج یہ دن،یہ مہینے اور یہ سال اللہ کی نافرمانی میں گذاردی تو پھر کل ہمارے لئے دکھ ہی دکھ ہوں گےاسی لئے جناب محمد عربیﷺ نے ہمیں اس بات سے متنبہ کردیا ہے کہ اے میری امت کے لوگوں ایک بات یاد رکھنا کہ "كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا" ہر انسان روزانہ اپنے آپ کو فروخت کرتاہے ،یاتو وہ خود کو آزاد کرلیتاہے یا پھر اپنے آپ کو تباہ وبرباد کرلیتاہے۔(مسلم:223،ابن ماجہ:280،ترمذی:3517)یعنی کہ ہر دن ہر انسان کے سامنے نیکی وبرائی اور خیر وشر دونوں راستے کھلے ہوتے ہیں اب اس انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کردے یاپھر شیطان کے ہاتھ اپنے آپ کو فروخت کردے،اب جو انسان اللہ کی اطاعت وبندگی میں صبح سے شام کرے گا تو وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالے گا اور جو انسان صبح سے شام تک اللہ کی نافرمانی میں گذارے گا اور صبح سے شام تک نفسانی خواہشات کے پیچھے بھاگے گا تو وہ خود اپنے آپ کو ہلاک وبرباد کرے گا۔(شرح محمد فؤاد عبدالباقی:203/1)

میرے دوستو! یقیناًآج ہمارے پاس موقع ہے،آج ہمارے پاس وقت ہے،آج ہمارے پاس صحت وزندگی ہے مگر پھر بھی ہم غفلت میں ہیں،کیاہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ایک نہ ایک دن رب کے حضورروبرو کھڑے ہو کر حساب دیناہے،یقیناً ہمیں اس بات پر یقین ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے مگر نفس نے ہمیں دھوکے میں ڈال رکھاہے،امیدوں

اورآرزوؤں کی کشتی پر شیطان نے ہم سب کو سوار کردیا ہے،مگر ہمیں اس بات کااحساس نہیں ہے کہ پانی کے بغیر جس طرح سے کشتی کا چلنااور چلانا محال ہے اسی طرح سے آرزوؤں اور امیدوں کے سہارے کسی کی اخروی نجات بھی محال ہے،اس بدبخت شیطان نےگناہوں کے دلدل میں ہمیں کچھ ایساپھنسایاہے کہ سال درسال گذرتے جارہے ہیں،دن بدن ہم اپنی موت کے قریب سے قریب تر ہوتے جارہے ہیں مگر ہم نےاپنی قبروآخرت کے مراحل کو بالکل ہی بھلادیاہے،آج ہمیں اس بات پر تو خوشی ہورہی ہے کہ 2025 کا سال شروع ہوچکا ہے مگر ہمیں اس بات کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے کہ 2024 کے دن وراتوں میں ہم نے جو جو حرکت کی ہے اور پھر 2025 کے دن وراتوں میں جوجوحرکت کریں گے ان سب کے بارے میں ایک نہ ایک دن بازپرس کی جائے گی!سورہ انفطار کے اندررب العزت نے قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جب قیامت قائم ہوگی" عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ،يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ "اس وقت ہر شخص اپنےآگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے (اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کرلے گا،اے انسان ! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا؟(الانفطار:5-6)یقیناہماری بداعمالیوں اور شیطان ہی نے ہمیں اپنے رب سے دور کردیا ہے!میرے دوستو!اب بھی کچھ نہیں ہوا ہے،ہماری تمام بداعمالیوں کے باوجود رب ہمیں یہ خوشخبری دے رہاہے کہ " قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ "اے اللہ کے نبی ﷺ آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ،بالیقین اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتاہے،واقعی وہ بڑی بخشش ،بڑی رحمت والاہے۔(الزمر:53)سناآپ نے کہ رب ہماری تمام بداعمالیوں کے باوجود بھی ہمیں اپنابندہ کہہ کر مخاطب کررہاہے کہ اے میرے بندوں!ابھی بھی کچھ بگڑا نہیں ہے،آ جاؤ میرے در پر،اپنےگناہوں سے معافی مانگ کر تو دیکھومیں تمہیں معاف کرنے کے لئے تیار ہوں!رب کے اتنے واضح اعلان کے باوجود بھی اگر ہم 2025 سے نیک نہ بنیں تو پھر ہماری ہلاکت وبربادی بالکل ہی یقینی ہے،اگر ہم پھر سے 2024 میں جیسے تھے ویسے ہی رہےاوراپنےآپ کونہ بدلا تو پھر ہمیں اللہ کے عذاب وسزا سے کوئی نہیں بچاسکتاہے،اس لئے میرے دوستو!2025 میں اپنےآپ کو بدلواورآج ابھی سے ہی یہ عہد کرکے اٹھو کہ اب سے میں گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کروں گا،پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی کروں گااوردین اسلام کے مطابق زندگی گذاروں گا۔

میرے دوستو! آخر میں ذرا 2024 کے کلینڈر سے ایک سبق اور ایک پیغام سیکھ کر جاؤ اور اپنے دل کے آئینے میں اس بات کو اتار لو کہ جیسے ہی 2024 کا سال ختم ہوا ہم نے اور آپ نے اپنے اپنے گھروں اور دوکانوں کے دیواروں پر لٹکائے گئے 2024 کے کلینڈر کو اتار پھینکا اور اس کی جگہ پر 2025 کے کلینڈر کو آویزہ کردیا، اب ہم 2024 کے کلینڈر کو دوبارہ نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس کے دن اور اس کی تاریخ کو یاد کریں گے ٹھیک اسی طرح سے ہم سب کی زندگی میں ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے جب ہماری اولاد اور ہمارے رشتے دار ودوست واحباب یہ سب کے سب ہم سے محبت کرنے کے باوجود ہمیں قبر کے حوالے یہ کہہ کر چلے جائیں گے کہ اب آپ جانیں اور آپ کے اعمال جانیں، آپ نے ہمارے لئے بہت کچھ کیا مگر ہم آپ کے ساتھ قبر میں نہیں آسکتے، اب آپ اپنا دیکھ لو، جس طرح سے پرانے کلینڈر کی جگہ نئے کلینڈر کو آویزہ کردیا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح سے ہمارے مرنے کے بعد ہماری جگہوں پر ہماری آل واولاد کا قبضہ ہوجائے گا ،جس طرح سے پرانے کلینڈر کو کوئی دیکھتا اور یاد کرتا نہیں ہے ٹھیک اسی طرح سے ہمیں بھی کوئی نہ تو یاد کرے گا اور نہ ہی ہماری بھلائی اور نجات کے لئے کچھ کرے گا، اس لئے جو کرنا ہے اپنی آخرت ونجات کے لئے آج ہی خود نیکیاں کرلو، کل کس نے دیکھا ہے؟ کسی شاعر نے کیا ہی خوب نقشہ کھینچا ہے:

کہا احباب نے ہر دفن کے وقت — اب ہم وہاں کا کیا حال جانیں
لحد تک آپ کی تعظیم کردی — آگے آپ کے نامۂ اعمال جانیں

اس لئے میرے دوستو! اپنی قبر وآخرت کی فکر کرو اور اس کے لئے جی توڑ محنت کرو کیونکہ آج جو بوؤگے کل وہی کاٹوگے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے" إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى " قیامت یقیناً آنے والی ہے جسے میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو وہ بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی ہو۔(طہ:15)

اب آخر میں رب العزت سے دعاگو ہوں کہ اے الہ العالمین تو ہم سب کو 2025 اور آنے والے تمام اوقات میں اپنی اپنی آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین ثم آمین یارب العالمین۔

طالب دعا
ابومعاویہ شارب بن شاکر السّلفی
امام وخطیب مرکز مسجد اہل حدیث۔فتح دروازہ۔آدونی
ناظم جامعہ ام القری للبنین والبنات۔آدونی۔کرنول۔آندھراپردیش
9885294745 Sharibsalafi9885@gmail.com